فتح زینبؑ اور شکست یزیدؒ

جناب مہتاب جعفر رضا صاحب (علیگ) بدایونی

غالباً ایک سال تک یہ بے کس و لاچار اہلبیت مقید رہے۔ یزید کی طرف سے برابر کوشش ہوتی رہی کہ ان کی خودی کو ختم کیا جائے اور کسی طرح یزیدیت پر محافظان اسلام کی مہر تصدیق لگوا لی جائے۔ یزید بہتر صورت اپنے تمام منصوبوں میں ناکام رہا اور آخرکار اس نے ایک دن اپنی پسپائی کا اعلان کر ہی دیا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ اہلبیتؑ کو رہا کر دیا جائے اور عزت کے ساتھ مدینہ پہنچا دیا جائے۔

کہا جاتا ہے کہ یزید نے ایک خواب دیکھا جس میں پیغمبر اسلام اس کو نفرین کر رہے تھے۔ چنانچہ اس کو تلقین ہوئی اور صبح کو اس نے رہائی کا فیصلہ کر لیا۔ ''سو چوہے کھا کر بلی چلی حج کرنے۔'' والی مثل یزید پر بالکل صادق آتی ہے۔ اس کے ہم نواؤں کے بقول یزید کے نفس کا تزکیہ رسول نے خواب میں تشریف لا کر کیا تھا۔ مگر ہمارا دعویٰ اس کے برخلاف ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ نہ یزید نے کوئی اس قسم کا خواب دیکھا، نہ اس کو کسی قسم کی تلقین ہوئی اور نہ اس کے قلب کا تزکیہ ہی ہو سکا تھا۔ اس خواب کی شہرت دراصل اموی سیاست کا مدبرانہ حیلہ تھا جو شکست خوردہ یزید نے اس وقت اپنایا تھا۔ حضرت زینبؑ پر وہ امام حسینؑ سے بھی زیادہ مصائب کے پہاڑ ڈھا چکا تھا، مگر معظّمہ کے ارادوں میں اس نے سر مو فرق نہ پایا تھا۔ اس کے حوصلے پست ہوئے اور اس نے اپنی سیاسی شرمندگی کو ہٹانے کی غرض سے اس خواب کو مشہور کیا۔ یزید ایسا خواب نہیں دیکھ سکتا تھا، اس کی چند نفسیاتی وجہیں ہم دے سکتے ہیں۔

خواب کے چند ممکن وجوہ ہوتے ہیں۔ زیادہ تر انسان خواب میں وہ بات دیکھتا ہے جس کی اس کو شعوری یا غیر شعوری طور پر شدید خواہش ہوتی ہے اور سماج اس خواہش کو پورا کرنے میں خارج ہوتا ہے۔[۱] یا پھر جب انسان کسی چیز سے خائف ہوتا ہے تب بھی اس عظیم خطرہ کو وہ خواب میں دیکھتا ہے۔[۲] ہم یہاں پر اس اصول کی مزید تفصیل سے بحث نہیں کریں گے کہ یہ کس حد تک صحیح ہے اور

---

[۱] یہ اصول سگن فرائڈ کے جدید نفسیاتی اسکول نے پیش کیا ہے۔ ہمیں یہاں پر اس تفصیل سے بحث نہیں کہ اس کے اپنے اصول کے مختلف ماہرین میں کیا اختلافات ہیں۔ اور نہ ہمیں فرائڈ کے اپنے اصول کی مزید وضاحت درکار ہے اس کے نظریہ کی طرف اشارہ کافی ہے۔ دیکھئے فرائڈ کی کتاب ''انٹر پرے ٹیشن آف ڈریمس'' سگن فرائڈ کے نظریہ کی رو میں ڈراونے خوابوں کی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں اور اس اعتبار سے خوابوں کی ایک مختلف طرح سے تشریح کی جا سکتی ہے۔

[۲] خواب کی اس وجہ پر ہم نے غور اس لئے کیا ہے کیونکہ یہ بھی بہرکیف ایک ممکن توجیہ ہے۔ ورنہ خواب کی اس تشریح اور توجیہ سے جدید علم نفسیات بالکل متفق نہیں ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔ Erdman لکھتا ہے:

"A dream has never told me what I ought to think of a person, but to my great surprise a dream has more than once taught me what I did really think of him" [taken from Interpretation of Dreams. by S. Freud.]

اس قسم کے خطروں کے خواب کی ماہیت اور روپ کیا ہوتا ہے۔ بہرکیف یہ شکلیں خوابوں کی ہوسکتی ہیں یقینا پہلی وجہ یزید کے اس خواب میں شامل حال نہیں ہونے کی۔ کیوں کہ ظاہر ہے کہ یزید کسی طرح بھی اہلبیت رسولؐ کی رہائی کے لئے تیار اور خواہشمند نہیں تسلیم کیا جاسکتا اور پھر اگر وہ خواہشمند ہوتا بھی تو وہ بآسانی اپنی خواہش پوری کرسکتا تھا۔ خواب میں اس امر کی تلقین کے لئے پیغمبرؐ اسلام کو دیکھنے کی اس کے لاشعور کو کوئی ضرورت نہ تھی۔ جہاں تک دوسری وجہ کا تعلق ہے یزید کے خواب میں اس کی بھی گنجائش نہیں ہے کہ جس رات یزید کا خواب بیان کیا جاتا ہے اس رات اس کا نفس اہلبیتؑ کی دشمنی پر بہرصورت آمادہ تھا۔۔۔۔اور اس کا شعور ولاشعور اہلبیتؑ کو ذلیل کرنے کے آخری منصوبوں کی تعمیر میں مصروف تھا۔ ایسے نفس کے متعلق یہ دلیل قائم کرنا کہ وہ غیر شعوری طور پر اس عذاب سے خائف ہوا جو شریعت اسلامی کے مطابق اس پر اہلبیتؑ کی رسوائی کے عوض نازل ہو سکتا تھا، ایک غلطی ہوگی ہاں اگر وہ رسول عربی کا شیدائی ہوتا، ان سے عقیدت رکھتا ہوتا اور اتفاقیہ ان کے اہلبیتؑ کے ساتھ کوئی گستاخی کرگیا ہوتا تب اس سے یہ امید کی جاسکتی تھی کہ اس کا لاشعور قانون شریعت سے خائف ہوتا اور قانون شریعت کی علامت بن کر پیغمبرؐ اسلام اس کو خواب میں نظر آسکتے تھے اور اس کے شعور کو اس کی غلطی پر نادم کرسکتے تھے۔ مگر ہم کیسے تسلیم کرلیں کہ یزید کسی پہلو سے بھی اسلام سے ذراسی بھی عقیدت رکھتا تھا جب کہ ہم اس کے کردار کے عناصر کو اچھی طرح دیکھ چکے ہیں۔ جو یزید شعوری طور سے یہ کہہ سکے کہ (معاذ اللہ) نہ محمدؐ پر وحی اتری نہ فرشتے آتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ڈھکوسلے باز ٹھہرا چکے کیا وہی یزید ان محمدؐ کی تلقین خواب میں لاشعور کے ذریعہ پاسکتا تھا۔ ہرگز نہیں وہ جتنا زینبؑ وحسینؑ کا دشمن تھا، اس سے زیادہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی مرتضیٰؑ کا تھا، اور شعوری یا غیر شعوری کسی بھی طرح وہ ان حضرات سے عقیدت نہیں رکھتا تھا۔

ایک وجہ خواب کی یہ بھی ہوتی ہے کہ خواب میں بطور پیشین گوئی وہی بات نظر آتی ہے جو حقیقتاً زندگی میں پیش آنے والی ہوتی ہے یزید کے خواب کی یہ وجہ ماننے میں ہم کو تامل ہے کیونکہ اس کو جب رسولؐ کی رسالت پر ایمان نہ تھا تب ان کو اس کا لاشعور بحیثیت پیشین گوئی کرنے والے کے کیونکر دیکھ سکتا تھا اور وہ یہ خواب کیونکر دیکھ سکتا تھا کہ پیغمبرؐ اسلام اس کے اس اقدام پر نفریں کررہے ہیں کہ اس نے ان کی عترت کو قید و بے پردہ کیا ہے۔ چنانچہ ظاہر ہوا کہ اس خواب کی یہ تلقین ایک پیشین گوئی کی بھی حیثیت نہیں رکھتی۔

ہم صرف یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ یزید نے اہلبیتؑ کو رہا کرنے کا فیصلہ کسی قسم کی تلقین اور تزکیہ نفس کی بدولت نہیں کیا تھا بلکہ اپنے ارادوں میں مکمل ناکامی اور پسپائی دیکھ کر وہ ایسا کرنے پر مجبور ہوگیا تھا۔ اب حضرت زینبؑ ایک بے کس قیدی کے بجائے تسلیم شدہ معزز خاتون بن گئی تھیں۔ اب وہ خروج کرنے والے کی بہن نہ تھیں بلکہ باطل کے خلاف جہاد کرنے والے حسینؑ بن علیؑ کی بہن تھیں۔

چلّو بھر پانی میں ڈوب مرجانا آسان ہے مگر باوجود انتہائی قوت کے اپنی شکست خود اپنی زندگی میں دیکھنا مشکل ہے ہمیں فخر ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور یقیناً حضرت زینبؑ کے خالق کو بھی فخر ہوگا کہ جناب زینبؑ بنت علیؑ نے یزید ابن معاویہ کو اس مشکل ترین صورت حال کا سامنا کرنے کے لئے مجبور کردیا تھا۔ یزید کی شرمندگی اور جھینپ تاریخ اسلام کی ناقابل انکار حقیقت بن کر رہ گئی۔ یزید کا یہ فیصلہ خاتون کربلا کے عزائم کا بے مثل قصیدہ تھا۔ اس کا یہ جدید ردّیہ بنت علیؑ کی فتح کا ڈنکا تھا یزید کا یہ فیصلہ دمشق کی گلی گلی میں اعلان کررہا تھا کہ حسینؑ جیت گئے کربلا والوں کا خون کام آ گیا، سکینہ کے زخمی کان اور علی اصغرؑ کا زخمی گلا سب کچھ رنگ لا کے رہا۔

ہمیں یہ تسلیم کرنے سے انکار نہیں کہ یزید نے یہ فیصلہ نادم ہوکر کیا تھا، بلکہ یہ کہنا بہتر ہوگا کہ جھینپ کر کیا تھا۔ لاواللہ یہ تزکیہ نفس کی شرمندگی نہ تھی، بلکہ اپنی ناکامی پر تاسف تھا۔ کوئی نفس جب اس حد تک غلیظ ہو چکتا ہے جتنا یزید کا نفس تھا تب اس کا تزکیہ وعظ و پند سے بھی ممکن نہیں ہوتا نہ کہ پھر اس طرح ڈرامائی طریقہ پر جیسا یزید کے سلسلہ میں کہا جاتا ہے۔ اس طرح تو قطعاً ناممکن تھا۔ یہ ندامت یزید کی سیاسی ندامت تھی اور اپنی شکست کا اعتراف تھا اور پھر یہ بھی عجب لطف کی بات ہے کہ بقول شخصے اس کو ہدایت تب ہوئی جب اس کے ترکش کے تمام تیر ختم ہوگئے۔ کون سا ظلم تھا جو اسے جائز نہ رکھا تھا۔ حد سے حد اب وہ یہی کرسکتا تھا کہ ہر عورت اور بچہ کو بھی قتل کرا دیتا۔ مگر وہ یہ نادانی کی حرکت کرتے ہوئے اب ڈرتا تھا۔ وہ دیکھ چکا تھا کہ حسینؑ اور ان کے اکہتّر رفقا کے قتل نے بھی ان کے بعد زندہ رہنے والے اہلبیتؑ کے رویہ میں ذرہ برابر فرق پیدا نہیں ہونے دیا تھا اگر باقی لوگوں کو بھی قتل کرادیا تو بجز اس کے کہ اس کی سیاست اور زیادہ رسوا ہوجائے کچھ نہ ہوگا۔ اپنے مقصد میں وہ تب بھی ناکام رہے گا اس لئے اس نے بہتر یہی سمجھا کہ اسی وقت خاموشی سے اپنی شکست کا اعتراف کرلیا جائے۔ یزید نے جناب زینب کی شخصیت کی بلندی کو ان کی بے پناہ صلاحیتوں کو پوری طرح محسوس کرلیا تھا۔ ورنہ اب تک وہ اپنے باپ کی وصیت پر اندھا دھند عمل پیرا تھا۔ بغیر سوچے سمجھے کہ حسینؑ اور زینبؑ کی کیا صلاحیتیں ہیں بے طرح ان پر ظلم کئے جارہا تھا۔ آج یزید کو بس اپنی اس سیاسی غلطی کا احساس ہوگیا تھا اور وہ اسی پر متاسف تھا۔ یہ کہنا بالکل غلط ہوگا کہ آج اس کے دل میں آل رسولؐ کی محبت کسی معنی میں پیدا ہوگئی تھی اور معاذ اللہ اس کے نفس میں کسی قسم کی پاکیزگی آگئی تھی۔

یزید نے ایک اور سیاسی تدبیر کی اس نے چاہا کہ چپکے سے احترام کے ساتھ اہلبیتؑ کو رہا کرکے مدینہ بھیج دیا جائے۔ مگر خاتون کربلا کو اصلی کام تو ابھی کرنا باقی تھا۔ علیؑ کی مدبر بیٹی نے یزید کی اس چال کو سمجھ لیا اور اس کے سیاسی شعور کو ایک مرتبہ پھر زک پہنچائی۔ آپ نے فرمایا کہ مدینہ کے لئے رخصت ہونے سے پہلے وہ دمشق میں ہی اپنے بھائی کی صف بچھانا چاہتی ہیں۔ دنیا کی سیاستیں قربان ہوجائیں جناب زینبؑ کی اس پرخلوص تدبیر پر جو آج اعلائے حق کی خاطر اپنائی جارہی تھی۔ ظاہر ہے اس وقت یزید بقول خود اہلبیتؑ کا

ہمدرد ہو چکا تھا اور جناب زینب کی کوئی بھی خواہش رد نہیں کرسکتا تھا۔ وہ مجبور ہوا کہ اپنے دارالحکومت میں سرکاری انتظام سے امام حسینؑ کی مجلس عزاء برپا ہونے حالات دیکھتے ہوئے ہم یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ خاتون کربلا نے مجلس کی خواہش صرف جذباتی بنا پر نہیں کی تھی بلکہ اس میں بہت بڑا سیاسی راز بھی پنہا تھا۔ اگر آج بنت علی بغیر مجلس کئے مدینہ چلی جاتیں تو یزید کی خبیث فطرت سے یہ بعید نہ تھا کہ وہ پھر اپنی شکست پر کسی طرح پردہ ڈال دیتا۔ اس لئے حضرت زینبؑ نے مناسب سمجھا کہ اس صف ماتم کے بہانے تمام دمشق میں پہلے اپنی فتح کا اعلان کرلیں تب دمشق کو چھوڑ دیں۔ یزید چونکہ مفتوح ہو چکا تھا اس لئے اس کو فاتح مجاہد یعنی زینبؑ بنت علیؑ کی یہ خواہش پوری کرنا پڑی۔ چنانچہ اسی دن اعلان عام ہوگیا کہ وہ عورتیں فاتح کربلا کا پرسا خاتون کربلا کو دیں جو کل تک ان کی بے کسی پر ہنسا کرتی تھیں آج اسی مجاہدہ کے دست صبر پر بیعت کریں جس کا کل تک مضحکہ اڑاتی تھیں۔

اللہ اکبر! کتنا بڑا انقلاب تھا۔۔۔۔۔۔ ذہنیتوں کا انقلاب، جبلّتوں کا انقلاب، ارادوں میں انقلاب۔۔۔۔۔۔ یہ یقینا دنیا کا انوکھا انقلاب تھا جس میں نہ تلواریں استعمال کی گئی تھیں نہ معرکوں کی خوں ریزیاں ہوئی تھیں۔ صبر کے اسلحے تھے اور خودداری زرہیں تھیں۔ آج زینبؑ بنت علیؑ نے اس دمشق میں امام حسینؑ کا پرسہ لیا تھا اور آل علیؑ کے لئے ہمدردیاں حاصل کی تھیں جو پیغمبرؐ کے زمانہ سے آج تک بغض علیؑ کا مرکز تھا۔ جہاں علیؑ اور اولاد علیؑ کا نام عزت سے لینا سب سے بڑا جرم مانا جاتا تھا۔ حضرت علیؑ کو اس مرکز کو پراگندہ کرنے کا موقع نہیں مل سکا، لیکن آج ان کی صاحبزادی نے اس عظیم کام کو انجام دے لیا تھا۔

حضرت زینبؑ بنت علیؑ کا یہ ذمہ دارانہ رول دنیا کی تاریخ میں اپنی آپ مثال ہے۔ یہ معظّمہ کا ہی کردار تھا جس کی بدولت ظالم کے گھر میں مظلوم کا ماتم ہوا بظاہر مادی فتح حاصل کرنے والے کے دارالحکومت میں مفتوح کا کلمہ پڑھا گیا۔ خاتون کربلا اپنے اس رول کی بنا پر نہ صرف اسلام اور مسلمانوں کی محسن ثابت ہوئیں بلکہ عالم انسانیت کے اوپر بھی ان کا یہ احسان عظیم قیامت تک نہ بھلایا جاسکے گا۔ کیونکہ انھوں نے انسانیت سوز عناصر کے خلاف ایک انقلاب پیدا کیا تھا شرعی روپ میں تو اسلام کو یزیدیت سے خطرہ تھا ہی اس کے علاوہ یزید کے کرتوت اسلام کے ان آفاقی اصولوں کے لئے بھی سخت خطرناک تھے جو بحیثیت مجموعی عالم انسانیت کے لئے ایک رحمت تھے۔ بالفاظ دیگر یزید نے شرع اسلام کے خلاف تو بغاوت کی ہی تھی اس کے ساتھ ساتھ وہ انسانوں سے محبت و ہمدردی کرنا اور اخلاق کا برتاؤ کرنا بھی اپنی شان کے خلاف سمجھتا تھا کیونکہ اس انسانی اصول کی پابندی کو وہ اپنی انانیت کی پالیسی کے خلاف سمجھتا تھا۔ یزید نے اپنی اس دشمن اسلام اور دشمن انسانیت پالیسی کے ماتحت ہر طرح کی تنظیم کر رکھی تھی۔ انسانیت کی محافظ رسولؐ اسلام کی نواسی نے اس خطرہ کو پوری شدت سے محسوس کیا تھا۔ چنانچہ انھوں نے بالآخر یزید کو اس کی شرپسندیوں میں شکست دے کر دم لیا۔

حضرت زینبؑ بنت علیؑ کے اس رول کا طویل

سلسلہ مدینہ سے رخصت ہوتے وقت شروع ہوا تھا اور آج دمشق سے واپس ہوتے ہوتے وقت ختم ہوا۔ اس کی ابتداء خاتون کربلا کا عزم وارادہ تھا اور انتہا ایک بے انتہا قابل تعریف کامیابی۔ جب موصوفہ نے یزید کے دارالحکومت میں امام حسینؑ کی صف ماتم بچھالی اور اپنی سچائی کا کلمہ پڑھوا لیا تب وہ اس جہاد عظیم کی فاتح بن کر کربلا ہوتے ہوئے مدینہ واپس ہوئیں۔ ہم اختصار کی وجہ سے ان کی واپسی کے حالات کو نظر انداز کرتے ہیں یقیناً جب معظمہؑ کربلا میں اپنے بھائی کی قبر پر پہنچی ہوں گی تب غم اور فخر کے جذبات سے بھری ہوئی ہوں گی اس وقت خاتون کربلا کو اپنے پرانے مصائب یاد آئے ہوں گے کیونکہ وہ آج امام کی قبر پر سرخرو ہو کر واپس آرہی تھیں۔ کیا تعجب حضرت زینبؑ نے بھائی کی قبر سے لپٹ کر کہا ہو ''کیوں بھیا، میں نے وعدہ نبھادیا یا نہیں!'' بھائی کی روح بہن کے کردار پر فخر کررہی ہوگی اور بہن کا ذہن آج اس اضطراب سے چھٹکارا پاچکا ہوگا، جو کربلا سے چلتے وقت تھا کیونکہ اب حسینؑ کی ہمشیر نے معرکہ کو قطعی اور عملی طور پر سر کرلیا تھا۔

حضرت زینبؑ بنت علیؑ کربلا کے معرکہ سے فرصت پاکر بہت کم دن زندہ رہیں۔ یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ بنت علیؑ کے وجود کا مقصد تعمیر کربلا تھا۔ تاریخوں میں ہے کہ آپ جتنے دن زندہ رہیں برابر گریہ وزاری کرتی رہیں۔ ہمارے سکون قربان خاتون کربلا کے ہر ہر آنسو پر جو دنیا کی ایک عظیم ترین عورت کے آنسو تھے۔

۞۞۞

(بقیہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔امام حسینؑ کی تقریریں)

اور یہ بھی فرمایا تھا کہ غیر مستحق اور ظالم کی حکومت کو قبول کرنے سے بہتر ہے کہ انسان مرجائے۔ اور یہ بھی فرمایا تھا کہ موت اس محکوم کے لئے سب سے بڑی راحت ہے۔ جو ظالم اور غیر مستحق حاکم کی رعیت بننا نہ چاہتا ہو۔ اور یہ بھی فرمایا تھا کہ جابر اور ظالم بادشاہوں کی حکومت کی عمر بہت کم ہوتی ہے۔ اور یہ بھی فرمایا تھا کہ چار چیزیں اگر تھوڑی بھی ہوں تب بھی وہ بہت ہیں۔ آگ اور دشمنی اور بیماری اور مفلسی اور یہ بھی فرمایا تھا کہ غیر مستحق اور نالائق لوگوں کا بادشاہ بن جانا تمام ملک اور تمام رعایا کی تباہی اور بربادی کا باعث ہوجاتا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا تھا کہ جس نے اللہ سے خیانت کی اس نے ہر چیز سے خیانت کی۔ پس میں تم سے پوچھتا ہوں کہ ان سب باتوں پر غور کرکے یزید کی اطاعت کے بارے میں مجھے مشورہ دو۔

تیسری تقریر:

سفر کربلا سے پہلے ایک جلسہ میں یہ تقریر فرمائی: میں پہلے ایک موقعہ پر کہہ چکا ہوں کہ دولت کی کثرت نے مسلمانوں کو آرام طلب بنادیا ہے۔ اور ان کے دل اور ان کے ارادے اسلام کی ترقی کے جذبے سے غافل ہوگئے ہیں میں جانتا ہوں کہ میرے باپ کے ہاتھوں سے اسلام کے دشمن کے بہت سے سرکٹ چکے ہیں۔ اور آج ان دشمنوں کی اولاد سلطنت پر قابض ہوگئی ہے۔ اور میں ان کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ لیکن مجھ کو رسول اللہ نے اپنے کندھوں پر اٹھایا ہے۔ اور میرے منھ میں اپنی زبان ڈالی ہے اس واسطے میں اپنے اندر آسمانی طاقت اور برکت پاتا ہوں۔ اور اس برکت کا تقاضا ہے کہ میں باطل کے آگے سر نہ جھکاؤں۔ اور اپنی اور اپنے ساتھیوں کی حق کی قربان گاہ میں قربانی دے دوں۔ اور مسلمانوں سے موجودہ غفلت اور عیش پرستی دور ہوجائے۔ میرا مرنا پوری امت کو قیامت تک کے لئے زندہ کردے گا۔ اس واسطے میں کوفہ جانا ضروری سمجھتا ہوں۔